بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ مقارن اور فقہ مذہبی

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

اختر امام عادل قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف بہار

دائرۃ المعارف الربانیۃ

جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار الہند

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:- فقہ مقارن اور فقہ مذہبی-ایک تجزیاتی مطالعہ

مصنف:- مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

صفحات:- ۳۷

سن اشاعت:- ۱۴۴۳ھ م ۲۰۲۱ء

ناشر:- دائرۃ المعارف الربانیہ جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆ مرکزی مکتبہ جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ سوہما،

ضلع سمستی پور بہار انڈیا848207

موبائل نمبر:9934082422-9473136822

☆ مکتبہ الامام، سی 212، امام عادل منزل، گراؤنڈ فلور،

شاہین باغ، ابوالفضل پارٹ ۲، اوکھلا، جامعہ نگر، نئی دہلی 25

مندرجات کتاب

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱	فقہ مقارن کی اصطلاح	۴
۲	فقہ الاختلاف کی تاریخ	۵
۳	عہد اجتہاد اور عہد تقلید	۶
۴	فقہ الاختلاف کے اسلوب میں دونوں عہد کے مزاجوں کا فرق	۹
۵	عہد اجتہاد میں فقہ مقارن پر چند کتابیں	۱۰
۶	عہد اجتہاد کے بعد فقہ مقارن پر سلف کی کوئی کتاب موجود نہیں	۱۱
۷	فقہ الاختلاف کی تین قسمیں	۱۲
۸	فقہ مذہبی-موازنہ مع ترجیح مذہب متعین	۱۲
۹	فقہ الخلاف- نقل اقوال ودلائل بلاترجیح وموازنہ	۱۳
۱۰	فقہ مقارن-ترجیح وموازنہ بلاتعیین مذہب	۱۴
۱۱	فقہ مقارن کوماضی میں کوئی پذیرائی نہیں ملی	۱۴
۱۲	پیش کی جانے والی کوئی کتاب فقہ مقارن کی نہیں ہے	۱۴
۱۳	فقہ مقارن کے نام سے لکھنے کا سلسلہ عہد جدید میں شروع ہوا	۲۸
۱۴	تقلید کے ساتھ فقہ مقارن کی افادیت ؟ایک لمحۂ فکریہ	۲۹
۱۵	ضرورت کے وقت دوسرے مذہب سے استفادہ کا اصول	۳۱
۱۶	سہولت کی تلاش کے لئے بھی حدود ضروری ہیں	۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدالله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سیدالمرسلین ،امابعد

"فقہ مذہبی" اور "فقہ مقارن" یہ دونوں عہد جدید کی نئ اصطلاحات ہیں، فقہ کی قدیم کتابوں میں یہ اصطلاحات نہیں ملتیں، پچھلے ادوار میں علمی و فقہی اختلافات کو بیان کرنے کے لئے "علم الجدل، علم الخلاف، فقہ الخلاف اور خلافیات وغیرہ اصطلاحات استعمال ہوتی تھیں، جس میں مصنف اپنے فقہی رجحانات کا دیگر فقہی آراء و نظریات سے موازنہ کرکے ان کے جوابات دیتا تھا، اوراپنے موقف کو مدلل کرتا تھا، اسی کو آج کل "فقہ مذہبی" کہا جاتا ہے، بلکہ کہنا چاہئے کہ عہد اجتہاد (چوتھی صدی ہجری) کے بعد سے ماضی قریب تک فقہی اختلافات پر جتنی کتابیں معرض وجود میں آئیں وہ زیادہ تر اسی طرز پر لکھی گئیں۔

فقہ مقارن کی اصطلاح

مروجہ فقہ مقارن کا اصطلاحی مفہوم آج کے دور میں ہے "کسی مسئلہ میں مختلف فقہی آراء کے درمیان دلائل کے ذریعہ موازنہ کرنا اور وجوہ اختلاف پر روشنی ڈالتے ہوئے بلا تعیین مذہب محض دلیل کی بنیاد پر کسی ایک رائے کو ترجیح دینا بلکہ بعض حالات میں آراء سلف سے علاحدہ کوئی نئ رائے قائم کرنا"۔ اسی بات کو دکتور فتحی الدرینی الازہری (دمشق) نے اپنی کتاب "بحوث مقارنۃ فی الفقہ الاسلامی واصولہ" میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

لم نعثر علیٰ تعریف للفقه المقارن عندالاقدمين ......فاذا اردناان نقصر"الفقه المقارن"علیٰ ذلک الذی یکون بین المذاهب الفقهية الاسلامية خاصة ،فیمکن تعریفه بمایاتی: "تقرير آراءالمذاهب الفقهية الاسلامية فی مسئلة معينة بعد تحريرمحل النزاع فيها،مقرونة بادلتها،ووجوه الاستدلال بها،ومابنهض علیه الاستدلال من مناهج اصولية ،وخطط تشريعية ،وبيان منشأ الخلاف فيها،ثم مناقشة هذه الادلة

اصولیاًوالموازنۃ بینھا،وترجیح ماھواقویٰ دلیلاًواسلم منھجاًوالاتیان برائ جدید مدعم بالدلیل الارجح فی نظر الباحث المجتھد"[1]

اس لحاظ سے فقہ مقارن عہد جدید میں فقہ الاختلاف کا ایک نیا تصور ہے، جو عہد اجتہاد کے بعد سے نصف صدی قبل تک سلف کے یہاں نہیں ملتا، اسی کو فقہ تطبیقی اور فقہ قیاسی بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

فقہ الاختلاف کی تاریخ

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو علمی اور فقہی اختلافات کا سلسلہ بہت قدیم ہے، عہد صحابہ سے ہی یہ اختلافات شروع ہوگئے تھے ، اورانہی اختلافات کے بطن سے مختلف مکاتب فقہ وجود میں آئے ، لسانی مناقشات کے علاوہ اختلافیات پر کتابیں لکھی گئیں ، اور یہ سلسلہ بھی بہت پرانا ہے، دوسری صدی ہجری ہی میں حضرت امام اوزاعیؒ (ولادت ۸۸ھ وفات ۱۵۷ھ) نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے خلاف ان کی وفات کے بعد "الرد علیٰ سیر ابی حنیفہؒ" لکھی[2]، حضرت امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اوزاعیؒ کی کتاب کا جواب "کتاب الرد علیٰ سیر الاوزاعیؒ" کے نام سے لکھا[3]، پھر حضرت امام شافعیؒ نے کتاب الام میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے دلائل پر تعقبات

---

[1] -بحوث مقارنۃ فی الفقہ الاسلامی واصولہ ج ا ص ۲۳، مؤلفہ الدکتور فتحی الدرینی، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء۔

[2] - الفهرست ج ١ ص ٣١٨ المؤلف : أبو الفرج محمد بن إسحاق بن محمد الوراق البغدادي المعروف بابن النديم (المتوفى : 438هـ) تحقيق رضا – تجدد حقوق الطبع محفوظة للمحقق طبعة مصر تك: تكملة الفهرست طب: طبعتنا هذه - كشف الظنون ج ٢ ص ١٦٨٣ز

[3] - مقدمۃ الرد علیٰ سیرالاوزاعیؒ للافغانیؒ ص ۴ مطبوعہ حیدرآباد

تحریر فرمائے[4]۔ ائمۂ اربعہ کے بعد یہ سلسلہ اور تیز ہوا اور مختلف ادوار میں اختلافات کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں اگر ہم اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں عہد اجتہاد اور عہد تقلید کا فرق نمایاں طور پر محسوس ہو گا ، دونوں عہد کی لکھی گئی کتابوں کے اسلوب تحریر اور طرز استدلال میں بڑا فرق ہے۔

عہد اجتہاد اور عہد تقلید

اسلامی تاریخ کی ابتدائی چار صدیوں کو عہد اجتہاد تسلیم کیا گیا ہے، جس میں مختلف طبقات کے مجتہدین پیدا ہوئے اور تخریج واجتہاد کے متعدد مناہج مقرر ہوئے ، گو کہ اجتہاد مطلق کا سلسلہ دوسری صدی کے بعد موقوف ہو گیا تھا، لیکن فی الجملہ اجتہاد اس کے بعد بھی چوتھی صدی کے اختتام تک باقی رہا، اور بلا تعیین مختلف مجتہدین کی اتباع کا سلسلہ جاری رہا، البتہ چوتھی صدی کے بعد امت اسلامیہ ائمۂ اربعہ کی تقلید واتباع پر متفق ہو گئی، اس لئے کہ ان کے مذاہب مدون ہو گئے تھے جب کہ ان کے علاوہ دیگر ائمۂ مجتہدین کے مذاہب اور فقہی آراء پوری طرح مدون نہ ہو سکے اور ان کی کتابیں اور پیروکار آہستہ آہستہ معدوم ہو گئے، اسی لئے چوتھی صدی کے بعد کو عہد تقلید کہا جاتا ہے، علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں:

الدليل يقتضي التزام مذهب معين بعدالأئمة الأربعة ,لاقبلهم. والفرق أن الناس كانوا قبل الأئمة الأربعة لم يدونوا مذاهبهم ------وأما بعد أن فهمت المذاهب ودونت واشتهرت وعرف المرخص من المشدد

---

4 - کتاب الام (۱۱ / گیارہ جلدیں) کا ایک مدلل اور محقق نسخہ نہایت آب وتاب کے ساتھ دار الوفا قاہرہ سے ۱۴۲۲ھ م ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا ہے، جس میں امام شافعیؒ کی مشہور کتاب "الرسالۃ" بھی شامل ہے، کتاب سیر الاوزاعی اس ایڈیشن میں جلد ۹ ص ۱۷۸ سے ۲۷۷ تک ہے، اور ہر مسئلہ پر نمبر بھی ڈالا گیا ہے۔

في كل واقعة, فلا ينتقل المستفتي [5]

ترجمہ: دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ائمۂ اربعہ کے بعد کسی معین مذہب کی پابندی ضروری ہو، اس لئے کہ ائمۂ اربعہ سے قبل فقہی مذاہب مدون نہیں تھے۔ -۔ لیکن اب مدون بھی ہیں اور مشہور بھی ہیں، ہر مسئلہ میں رخصت و شدت کا علم بآسانی ممکن ہے، اس لئے اب مستفتی کو ادھر ادھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

شیخ عبد الغنی النابلسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اما تقليد مذهب من مذاهبهم الآن غير المذاهب الاربعة فلا يجوز لالنقصان فى مذهبم ورجحان المذاهب الاربعة عليهم ------بل لعدم تدوين مذاهبهم وعدم معرفتنا الآن بشروطها وقيودها وعدم وصول ذلك الينا بطريق التواتر[6]۔

ترجمہ: اب مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی بھی مذہب فقہی کی تقلید جائز نہیں ہے ، کسی نقص کی بنا پر نہیں اور نہ اس لئے کہ مذاہب اربعہ سے وہ کمتر ہیں۔۔۔۔ بلکہ اس لئے کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کوئی مذہب فقہی مدون نہیں ہے اور نہ اس کی شرائط و قیود کا ہمیں علم ہے، اور تواتر کے ساتھ یہ چیزیں ہم تک نہیں پہونچیں۔

---

[5] - البحر المحيط في أصول الفقه ج ۴ ص ۵۹۷ المؤلف : بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى : 794هـ) المحقق : محمد محمد تامرالناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة : الطبعة الأولى، 1421هـ / 2000م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية

[6] -خلاصة التحقيق فى حكم التقليد والتلفيق للشيخ عبدالغنى النابلسىؒ ص ۳ مطبوعه استنبول ۱۹۹۴ ء

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حضرت ابو طالب مکیؒ کے حوالے سے لکھا ہے:

قَالَ أَبُوطَالب الْمَكِّيّ فِي قوت الْقُلُوب إِن الْكتب والمجموعات محدثة وَالْقَوْل بمقالات النَّاس والفتيا بِمذهب الْوَاحِدمن النَّاس واتخاذ قَوْله والحكاية لَهُ فِي كل شَيْء والتفقه على مذْهبه لم يكن النَّاس قَدِيما على ذَلِك فِي القرنين الأول وَالثَّانِي انْتهى[7]

ترجمہ: حضرت ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ یہ کتابیں اور مجموعے نئے ہیں، لوگوں کے اقوال نقل کرنے، کسی ایک مذہب کے مطابق فتوی دینے، اور کسی ایک مذہب فقہی کو سیکھنے کا رواج پہلی اور دوسری صدی ہجری میں نہیں تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "الانصاف" میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے کہ تقلید کے باب میں چوتھی صدی ہجری سے قبل اور بعد کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور ان کے اسباب کیا تھے؟:

بَاب حِكَايَة حَال النَّاس قبل الْمِائَة الرَّابِعَة و بَيَان سَبَب الِاخْتِلَاف بَين الْأَوَائِل والأواخرفِي الانتساب إِلَى مَذْهَب من الْمذَاهب وَعَدَمه وَبَيَان سَبَب الِاخْتِلَاف بَين الْعلمَاء فِي كَونهم من أهل الِاجْتِهَاد الْمُطلق أَوأهل الِاجْتِهَاد فِي الْمَذْهَب وَالْفرق بَين هَاتين المنزلتين:

إعلم أَن النَّاس كَانُوافِي الْمِائَة الأولى وَالثَّانيَةغير مُجْمِعِينَ على التَّقْلِيد لمَذْهَب وَاحِدبِعَيْنِه --------- وَبعدالقرنين حدث فيهم شَيْء من التَّخْرِيج غيرأَن أهل المئةالرَّابِعَةلم يَكُونُوا مُجْتَمعين على التَّقْلِيد الْخَالِص[8]

---

[7] -الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف ص ٦٨المؤلف: أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله الدهلوي» (ت ١١٧٦هـ)المحقق: عبد الفتاح أبو غدة الناشر : دار النفائس – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤٠٤ عدد الصفحات: ١١١ .

[8] -الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف ص ٦٨المؤلف: أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله الدهلوي » (ت

ترجمہ: یہ باب چوتھی صدی سے قبل لوگوں کے حالات، کسی مذہب کی طرف انتساب میں پہلے اور بعد والوں کے درمیان فرق، اجتہاد مطلق اور اجتہاد فی المذہب کی اہلیت رکھنے والے علماء کے درمیان اختلاف کے اسباب کے بیان میں ہے:

معلوم ہونا چاہئے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید پر مجتمع نہیں تھے،۔۔۔دوصدیوں کے بعد تخریجات کا سلسلہ جاری تھا، مگر چوتھی صدی تک لوگ تقلید خالص پر متفق نہیں تھے۔

فقہ الاختلاف کے اسلوب میں دونوں عہد کے مزاجوں کا فرق

دونوں عہد کے مزاجوں کا فرق اختلافیات پر لکھی جانے والی کتابوں میں بھی نظر آتا ہے، چوتھی صدی ہجری تک چونکہ کسی خاص مسلک فقہی کی تقلید طے نہیں تھی اس لئے اس عہد میں علم الخلاف کے موضوع پر جہاں خاص مسلک ومذہب فقہی کی ترجمانی والی کتابیں مرتب ہوئیں، اور بلاشبہ انہی کی تعداد زیادہ ہے، وہیں کچھ ایسی کتابیں بھی زیر تصنیف آئیں، جن میں بلا تعیین مذہب دلائل کی روشنی میں مختلف فقہی آراء کا مقارنہ کیا گیا تھا، ان کے مصنفین خود مجتہد تھے، اس لئے ان پر کسی خاص مذہب کی پابندی ضروری نہیں تھی اور دلیل کی بنیاد پر وہ کسی رائے کو ترجیح دینے کا حق رکھتے تھے، مگر اس نوع کی کتابوں کی تعداد بہت کم ہے، آپ کو بہت ڈھونڈھنے پر چند کتابیں مل سکیں گی مثلاً:

١١٧٦هـ)المحقق: عبد الفتاح أبو غدة الناشر: دار النفائس – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤٠٤ عدد الصفحات: ١١١ .

عہد اجتہاد میں فقہ مقارن پر چند کتابیں

(۱)"مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راھویہ "تالیف : إسحاق بن منصور بن بہرام، أبویعقوب المروزی، المعروف بالکوسج (م۲۵۱ھ)

یہ کتاب جزوی طور پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ اورامام اسحاق بن راہویہؒ کے اقوال کے مقارنہ پر مشتمل ہے، دیگر ائمہ کرام - حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ ،اور قاضی شریحؒ وغیرہ- کے اقوال تائید وحمایت کے لئے لائے گئے ہیں، خود ان کی ترجیح یا تردید مقصود نہیں ہے، مصنف کتاب اسحاق ابن منصورؒ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے، یہ کتاب نو(۹) جلدوں میں عمادۃ البحث العلمی مدینہ منورہ سے ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں پہلی بار شائع ہوئی ہے۔

(۲)"الاشراف علی مذاھب العلماء " تالیف شیخ علامہ ابو بکر محمد بن ابراھیم بن المنذر(۲۴۲ھ-۳۱۸ھ)

اس کتاب میں بلاشبہ اختلاف اقوال کااہتمام کیا گیاہے،اور دلائل کے ذریعہ موازنہ کرکے کسی ایک قول کوترجیح دی گئی ہے اور شافعیہ کی طرف میلان رکھنے کے باوجود پوری وسعت نظری کے ساتھ دوسرے فقہاء مثلاً امام اوزاعیؒ وغیرہ کے اقوال کو بھی ترجیح دی گئی ہے،اس کتاب کے مصنف امام ابن منذرؒ بھی درجۂ اجتہاد پر فائز تھے،علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب شوافع میں محمد نامی چار بزرگ- محمد بن نصرؒ، محمد بن جریرؒ، محمد ابن خزیمہؒ، اور محمد ابن المنذرؒ- اجتہاد مطلق کے مقام تک پہونچ گئے تھے،اس کے باوجود شوافع نے ان کو اپنے اصحاب سے خارج نہیں کیا،علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ وہ کسی خاص مذہب کے پابند نہیں تھے،غرض مصنف مجتھد تھے اور یہ کتاب عہد اجتہاد میں لکھی گئی تھی،اس لئے یہ طرز تصنیف کوئی مستبعد نہیں،یہ کتاب ابوحماد صغیر احمد انصاری کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ مکۃ الثقافیۃ راس الخیمۃ، متحدہ عرب امارات سے

پہلی بار ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں دس (۱۰) جلدوں میں شائع ہوئی ہے [9]۔

(۳) "المحلی بالآثار" تالیف ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاھری (م ۴۵۶ھ)۔

یہ فقہ ظاہری کی کتاب ہے، جس میں ظواہر نصوص پر عمل کیا جاتا ہے، اس میں بعض معروف ائمہ مجتہدین کی آراء اور دلائل کا ذکر کرنے کے بعد ان کا رد کیا گیا ہے، اور ائمۂ کرام کی شان میں سخت لب ولہجہ استعمال کیا گیا ہے، مگر چونکہ علامہ ابن حزمؒ بھی کسی مکتب فقہ کے مقلد نہیں تھے، اجتہادی شان رکھتے تھے، نیز ان کا زمانہ عہد اجتہاد سے قریب تھا، اس لئے ان کے اس اسلوب نگارش میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے، یہ کتاب بہت مشہور اور کثیر الاشاعت ہے، میرے پاس جو نسخہ ہے وہ بارہ (۱۲) جلدوں میں دار الفکر بیروت کا شائع کردہ ہے۔

عہد اجتہاد کے بعد فقہ مقارن پر سلف کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے

اس طرز واسلوب کی ایک آدھ کتاب شاید اور مل جائے، لیکن اس نوع کے نمونے عہد اجتہاد میں بھی بہت کم ملتے ہیں ۔۔۔ عہد اجتہاد کے بعد تو مزاج ہی بدل گیا، اور اس نوع کی تصانیف کی شرح اور بھی گھٹ گئی، میرے خیال میں اس کے بعد تقریباً ایک ہزار سال کے طویل ترین عرصے میں (ایک دو کتابوں کو چھوڑ کر) عام طور پر اس میدان میں خاموشی نظر آتی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلف اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ ائمۂ مجتہدین کے آراء کا موازنہ وفیصلہ دلائل کی بنیاد پر کرنا مقلدین کی اہلیت ومقام سے بالاتر بات ہے۔

---

9 - الإشراف على مذاهب العلماء ج ١ ص 14المؤلف: أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (ت ٣١٩هـ)المحقق: صغير أحمد الأنصاري أبو حمادالناشر: مكتبة مكة الثقافية، رأس الخيمة - الإمارات العربية المتحدة الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤ م عدد الأجزاء: ١٠ (٨ ومجلدان للفهارس)

فقہ الاختلاف کی تین قسمیں

بلاشبہ عہد اجتہاد کے بعد اختلافیات پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں، لیکن اگر ہم ان کتابوں کا جائزہ لیں تو ہمیں تین طرح کے نمونے ملتے ہیں۔

فقہ مذہبی-موازنہ مع ترجیح مذہب متعین

(۱) قسم اول: وہ کتابیں جو کسی خاص مسلک کی حمایت میں لکھی گئی ہیں، اور دوسرے فقہاء کے اقوال اور دلائل نقل کرنے کے بعد ان کا رد کیا گیا ہے، اس کا مقصد مقلدین میں بصیرت واعتماد پیدا کرنا اور اپنے مسلک کے مسائل کے مآخذ تک پہونچنا ہے، آج کی اصطلاح میں اس کو فقہ مذہبی کا نام دیا گیا ہے، اس طرح کی کتابوں کی تعداد شمار سے باہر ہے، ہر مسلک میں ایسی کتابیں لکھی گئیں، مثلاً:

☆ کتب حنفیہ میں بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، تالیف: علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی (۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء) اور ہدایہ تالیف علامہ ابوالحسن برہان الدین المرغینانی (م ۵۹۳ھ) وغیرہ۔

☆ کتب مالکیہ میں "الاشراف علیٰ نکت مسائل الخلاف" تالیف: شیخ قاضی عبد الوہاب المالکی (۴۲۲ھ مطابق ۱۰۳۱ھ) وغیرہ۔

☆ کتب شافعیہ میں الحاوی الکبیر شرح مختصر المزنی، تالیف: ابوالحسن علی الماوردیؒ (م ۴۵۰ھ)، الخلافیات بین الامامین الشافعی وابی حنیفہ واصحابہ، تالیف: امام ابو بکر بیہقی (۳۸۴ھ - ۴۵۸ھ) اور "المجموع شرح المھذب" تالیف: علامہ محی الدین بن شرف النوویؒ (۶۳۱ھ - ۶۷۶ھ)، وغیرہ۔

☆اور کتب حنابلہ میں "الخلاف الکبیر"، تالیف شیخ ابو الخطاب الکلوازانی (م ۵۱۰ھ)، "المغنی شرح مختصر الخرقی"، تالیف: شیخ موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی (۵۴۱ھ-۶۲۰ھ)، وغیرہ

فقہ الخلاف- نقل اقوال ودلائل بلاترجیح وموازنہ

(۲) قسم ثانی: وہ کتابیں جن میں ائمۂ اربعہ اور دیگر مذاہب کے اقوال اور دلائل بلا تعیین وترجیح نقل کئے گئے ہیں، اوران کے درمیان کوئی موازنہ ومقارنہ نہیں کیا گیا ہے، اس طرح کی کتابوں کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہر امام کے پیروکاران سے استفادہ کریں، اور سب کے اقوال ودلائل یکجا طور پر میسر آجائیں، ایسی کتابوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، ابتدائے عہد اجتہاد سے لے کر الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ کی تالیف (۲۰۰۶ء) تک ہر دور کے علماء وفقہاء نے اس میدان میں بڑی خدمات انجام دی ہیں، اور کئی شاہکار چیزیں وجود میں آئی ہیں، اس نوع کی پہلی کتاب غالباً ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزیؒ (م ۲۹۴ھ) کی "اختلاف الفقہاء" نظر آتی ہے، جو عہد اجتہاد میں لکھی گئی، اور بلاترجیح مختلف آراء فقہیہ اوران کے دلائل کے نقل پر اکتفا کیا گیا، الاماشاء اللہ، کسی فقہی رائے کو ترجیح دینا اس کتاب کا موضوع نہیں ہے، یہ کتاب ایک جلد (صفحات ۵۸۲) میں پہلی مرتبہ دکتور محمد طاہر حکیم کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ اضواء السلف ریاض سے ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

اوراس نوع کا آخری شاہکار الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ ہے، جس میں بلاترجیح وموازنہ مختلف مکاتب فقہیہ کے اقوال وآراء اوران کے دلائل نقل کئے گئے ہیں، جس کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۸۳ء سے شروع ہوا اور ۲۰۰۶ء یا ۲۰۰۷ء تک اس کی پینتالیس (۴۵) جلدیں کویت سے شائع ہوئیں۔، جن کی ایک آدھ جلد کے اردو ترجمہ کی سعادت رئیس الفقہاء قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے ایماء پر اس حقیر کو بھی حاصل ہوئی۔

فقہ مقارن-ترجیح وموازنہ بلا تعیین مذہب

(۳)قسم ثالث: تیسری قسم ان کتابوں کی ہے، جن میں مختلف مکاتب فقہیہ کے آراء واقوال اوران کے دلائل نقل کئے جائیں ،اوروجوہ اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے بلا تعیین مذہب کسی بھی ایک رائے کو محض دلیل کی بنیاد پر ترجیح دی جائے، اسی کو موجودہ اصطلاح میں "فقہ مقارن" کہاجاتاہے۔

فقہ مقارن کوماضی میں کوئی پذیرائی نہیں ملی

مگر عملی طور پر اس صنف کوزیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی،میرے محدود علم ومطالعہ کے مطابق اوپر ذکر کردہ عہد اجتہادیاخود مجتہدین کی تصنیف کردہ چند کتابوں کے علاوہ عہد اجتہاد کے بعد سلف کی کوئی ایسی فقہی کتاب دستیاب نہیں ہے، جس میں مصنف نے گردن میں تقلید کا قلادہ رکھنے کے باوجود آزادانہ طور پر مختلف مسائل پر فقہی مناقشہ کیاہو،اوراپنے مذہب ومسلک سے بے نیاز ہوکر محض دلیل کی قوت کووجہ ترجیح قرار دیاہو۔

فقہ مقارن کے نام پر پیش کی جانے والی کوئی کتاب فقہ مقارن کی نہیں ہے

(ایک جائزہ)

موجودہ دور میں فقہ مقارن کے وکلاء کی طرف سے کئی کتابوں کے نام لئے جاتے ہیں، لیکن اگران کے مندرجات کا جائزہ لیاجائے توان کی ذکر کردہ ایک کتاب بھی فقہ مقارن کی تعریف پر منطبق نہیں ہے، یاتووہ صنف اول فقہ مذہبی کے خانے میں جاتی ہے یاصنف دوم فقہ الخلاف (نقل اقوال ودلائل) کے خانے میں، ہم اس ضمن میں بطور مثال چند معروف کتابوں پر ایک نظر سنین کی ترتیب پر ڈالتے ہیں، جو عہد اجتہاد کے بعد تصنیف کی گئیں اور جن کو فقہ

مقارن کی نمائندہ کتابوں کے طور پر آج کل پیش کیا جاتا ہے:

"اختلاف الفقہاء للطبریؒ"-چند فقہی مسائل پر بلاترجیح وموازنہ لکھی گئی کتاب

(۱)ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ(م ۳۱۰ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب "اختلاف الفقہاء" کو فقہ الخلاف میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے لیکن یہ فقہ مقارن کی کتاب نہیں ہے، اس کتاب میں مدبر، بیع وشرااور مزارعت ومساقات وغیرہ چند فقہی مباحث موجود ہیں، ہر مسئلہ میں ائمہ کے درمیان نقطۂ اتفاق واختلاف کو بیان کیا گیاہے، اور وجوہ اختلاف پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اور مساوی طور پر ہر مسلک کی پوری ترجمانی کی گئی ہے، لیکن چند مقامات کو چھوڑ کر زیادہ تر مسائل میں کسی کو ترجیح نہیں دی گئی ہے---یہ کتاب فقہ الخلاف کی دوسری صنف میں شامل کی جائے گی، نہ کہ فقہ مقارن میں[10]۔

"مختصر اختلاف العلماء للطحاویؒ"-مسلک حنفی کے مطابق لکھی گئی کتاب

(۲)حضرت امام طحاوی(م ۳۲۱ھ) کی کتاب "مختصر اختلاف العلماء" بھی فقہ الخلاف میں کافی شہرت کی حامل ہے، جس کا اختصار امام ابو بکر جصاصؒ نے تیار کیا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فقہ مذہبی کے خانے میں جاتی ہے نہ کہ فقہ مقارن کے خانے میں، اس لئے کہ اس میں امام طحاویؒ نے ہر مسئلہ میں مختلف ائمہ -ائمۂ احناف، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام ثوریؒ، امام حسن بن صالحؒ وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں، اوران کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں، لیکن اپنے مسلک کو "اصحابنا" کے ذریعہ جداگانہ اہمیت کے ساتھ بیان کیاہے، ظاہر ہے کہ یہ ایک مخصوص

---

10 - اختلاف الفقهاء المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (ت ۳۱۰هـ)الناشر: دار الكتب العلمية عدد لصفحات: ۳۰۵

مسلک فقہی کی ترجیح ہے، نہ کہ ترجیح بربنائے دلیل[11]۔

"الکشف والبیان عن تفسیر القرآن للثعلبیؒ"

(مسلک شافعی کے مطابق لکھی گئی کتاب تفسیر)

(۳)اسی طرح کتب تفسیر میں امام ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی (۴۲۷ھ) کی تفسیر "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" بھی فقہ مقارن کے طور پر پیش کی جاتی ہے، حالانکہ یہ تفسیر کی کتاب ہے فقہ کی نہیں، البتہ جن آیات کریمہ سے مسائل فقہیہ متعلق ہیں، ان پر فقہی گفتگو کی گئی ہے اور ائمۂ مجتہدین کے اختلافات بھی دلائل کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں، اور لب ولہجہ انتہائی شستہ اور سنجیدہ ہے، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ ثعلبی شافعی المسلک ہیں ،اور پوری کتاب میں ہر جگہ امام شافعیؒ کی موافقت کی گئی ہے،اورامام شافعی سے اختلاف رکھنے والے فقہاء کو مخالفین کے زمرہ میں شامل کیا گیاہے، اوران کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال میں یہ فقہ مقارن کی کتاب نہیں بن سکتی، بلکہ فقہ مذہبی کے زمرہ میں جائے گی ، چنانچہ ابتدائے کتاب میں مصنف کے طریقۂ کار کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

«الإمام الثعلبي شافعي المذهب كما سبق تفصيله عند الكلام عن مذهبه الفقهي. ومع ذلك لا ترى أدنى مظهرمن مظاهر التعصب لديه.بل تراه يذكرالمذهب الشافعي،ويذكرأدلته من الكتاب،والسنة،ثم يردعلى المخالفين بكل موضوعيةوأدب.
2 - يبسط الثعلبي المسائل الفقهيةالتي تتعلّق بالآية،ويتوسّع

[11] - مختصر اختلاف العلماء المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (ت ٣٢١ هـ)اختصار: أبي بكر أحمد بن علي الجصاص (ت ٣٧٠ هـ)المحقق: د. عبد الله نذير أحمد الناشر: دار البشائر الإسلامية – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٧عدد الأجزاء: ٥

فيها، وخاصةً المسائل الخلافية المشهورة.
3 - ينسب المذاهب والأقوال إلى أصحابهافي الغالب ولا يقتصرعلى نسبة الأقوال إلى أصحاب المذاهب المشهورة، بل ينسب القول إلى من قال به من الصحابة، والتابعين، و من بعدهم من أصحاب المذاهب.
4 - يبدأ بتقرير القول الراجح لديه، فيذكر أدلته من الكتاب والسنة،والإجماع، والقياس. ثم يذكرأدلةالقول الآخردليلًا ، دليلًا.ويرد ويجيب عن كل دليل بكل علمٍ، و أدب.فهو يعرض المسائل الفقهية بأسلوب الفقه المقارن»[12]

"المعونۃ فی الجدل للشیرازیؒ"-مسلک حنفی کے مطابق لکھی گئی اصول فقہ کی کتاب

(۴)بعض حضرات اصول فقہ کی مشہور کتاب "المعونۃ فی الجدل"مؤلفہ علامہ ابواسحاق شیرازی(۳۹۴ھ-۴۷۶ھ)کو محض نام کی مناسبت سے فقہ مقارن کی کتاب سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ اصول فقہ حنفی کی کتاب ہے، جس میں حنفیہ کے نظریات اصول فقہ پیش کئے گئے ہیں ،اور شافعیہ یا دیگر حضرات کے نظریات کا مدلل رد کیا گیا ہے،اصول نقل کرنے کے بعد اگر امام شافعی یا کسی دوسرے امام کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض منقول ہو تو اس کو دلیل کے ساتھ نقل کرکے اس کا رد کرتے ہیں۔ اس طرح یہ خالص فقہ مذہبی کی کتاب ہے، اصطلاحی فقہ مقارن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے،اس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

والاعتراض الثَّانِي ان يَقُول بموجبها وَذَلِكَ على ضَرْبَيْنِ، احدهما ان يحْتَج من الْآيَة بِأحد الوضعين فَيَقُول السَّائِل

---

[12] - الكشف والبيان عن تفسير القرآن (1/ 260)المؤلف: أبو إسحاق أحمد بن إبراهيم الثعلبي (ت ٤٢٧ هـ)أشرف على إخراجه: د. صلاح باعثمان، د. حسن الغزالي، أ. د. زيد مهارش، أ. د. أمين باشه تحقيق: عدد من الباحثين (٢١) مثبت أسماؤهم بالمقدمة (صـ ١٥)أصل التحقيق: رسائل جامعية (غالبها ماجستير) لعدد من الباحثين الناشر: دار التفسير، جدة - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٦ هـ - ٢٠١٥ م عدد الأجزاء: ٣٣ (آخر ٣ فهارس)

بِمُوجبِه بَان يحملهُ على الْوَضع الاخركاستدلال الْحَنَفِيّ فِي تَحْرِيم الْمُصَاهَرَة بِالزِّنَا بقوله تَعَالَى{وَلَا تنْكِحُوا مَا نكح آباؤكم} وَالْمرَادلَا تطؤوا مَا وطىء آباؤكم فَيَقُول الشَّافِعِي النِّكَاح فِي الشَّرْع هُوَ العقد فَيكون مَعْنَاهُ لَا تتزوجوا من تزوج بهَاآباؤكم وَالْجَوَاب ان تسلك طَرِيقَة من يَقُول ان الاسماء غير منقولة وان الْخطاب بلغَة الْعَرَب وَالنِّكَاح فِي عرف اللُّغَة هُوَالْوَطْء[13]

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس کے موجب کو اختیار کریں، اوراس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ ہے کہ استدلال آیت کی ایک وضع سے ہو اور سائل موجب کے لحاظ سے دوسری وضع پر اس کو محمول کرے، جیسے حنفیہ نے زنا سے حرمت مصاہرت کے لئے آیت کریمہ " وَلَا تنْكِحُوا مَا نكح آباؤكم" سے استدلال کیاہے، اوراس کا معنیٰ یہ بیان کیا کہ جس عورت سے تمہارے آباء نے وطی کی اس سے وطی نہ کرو، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ شریعت میں نکاح عقد کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے آیت کا معنیٰ یہ ہو گا کہ جن عورتوں سے تمہارے آباء نے عقد نکاح کیاان سے نکاح نہ کرو، اس کا جواب یہ ہو گا کہ اسماء غیر منقول ہیں، اور خطاب لغت عرب میں ہے اور لغت عرب میں نکاح کے معنیٰ وطی کے ہیں۔

----

[13] - المعونة في الجدل ص ۴۲المؤلف: أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الفيروزابادي المعروف بالشيرازي المحقق: د. علي عبد العزيز العميريني، الأستاذ المساعد بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الناشر: جمعية إحياء التراث الإسلامي – الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م عدد الصفحات: ١٢٧

"حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاہب الفقہاء للقفالؒ" - فقہ شافعی پر لکھی گئی کتاب

(۵) فقہ الخلاف کی ایک معروف کتاب "حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاہب الفقہاء" ہے، جو مشہور شافعی فقیہ علامہ ابو بکر الشاشی القفالؒ (م ۵۰۷ھ) کی تصنیف ہے، کتاب کے نام کی وجہ سے کچھ لوگ اس کو فقہ مقارن کی کتاب سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب فقہ شافعی پر لکھی گئی ہے، اور تقلیدی ذہنیت کے ساتھ لکھی گئی ہے، چنانچہ کتاب کا آغاز ہی تقلید کے جواز کی بحث سے کیا گیا ہے، اس میں دیگر مذاہب کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور ان کے مختصر دلائل بھی، لیکن بلا تردید اپنے مسلک کو "اصحابنا" یا "قولنا" وغیرہ کی تعبیر سے بیان کیا گیا ہے، یہ صاف طور پر کتاب کے مزاج کی عکاسی کرتا ہے، اس لئے یہ کسی بھی طرح فقہ مقارن کی کتاب نہیں بن سکتی۔۔۔

آغاز کتاب میں مصنف نے تقلید کے تعلق سے جو بحث کی ہے، اس کا اقتباس پیش ہے:

وَمن أَصْحَابنَامن قَالَ إِذا خَافَ الْمُجْتَهد فَوت الْعِبَادَة المؤقتة إِذا اشْتغل بِالِاجْتِهَادِ جَازَ لَهُ تَقْلِيد من يعرف ذَلِك وَقَالَ مُحَمَّد بن الْحسن يجوز للْعَالم تَقْلِيدمن هُوَ أعلم مِنْهُ وَفرض الْعَاميّ التَّقْلِيدفِي أَحْكَام الشَّرْع ويقلدالأعلم الأروع من أهل الِاجْتِهَاد فِي الْعلم وَ قيل يُقَلّد من شَاءَ مِنْهُم فَإِن اخْتلف عَلَيْهِ اجْتِهَاد اثْنَيْنِ»

فَظَاهركَلَام الشَّافِعِي رَحمَه الله أَنه يُقَلّد آمنهماعِنْده فَإِن اسْتَويَا فِي ذَلِك أَخذ بقول أَيهمَا شَاءَوَقيل يلْزمه الْأَخْذ بالأشق من قَوْلهمَاوَقيل يَأْخُذبالأخف وَفِي تَقْلِيدالْمَيِّت من الْعلمَاءفِيمَاثَبت من قَوْله وَجْهَان أظهرهمَا جَوَازه[14]

---

[14] -حلية العلماء في معرفة مذاهب الفقهاء ج ١ ص ٥٥ المؤلف: محمد بن أحمد بن الحسين بن عمر، أبو بكر الشاشي القفال الفارقيّ، الملقب فخر الإسلام ، المستظهري الشافعي (ت ٥٠٧هـ)المحقق: د. ياسين أحمد إبراهيم درادكة الناشر: مؤسسة الرسالة / دار الأرقم - بيروت / عمان الطبعة: الأولى، ١٩٨٠ م عدد الأجزاء: ٣

"الافصاح عن معانی الصحاح لابن هبیرةؒ"

(دینی واخلاقی مضامین پر مشتمل ایک کتاب حدیث)

(٦)اس سلسلے میں سب سے قریب ترین کتاب "الافصاح عن معانی الصحاح" ہے، جو ابو المظفر یحیٰ بن ھبیرہ الذھلی الشیبانی (م ۵۶۰ھ) کی تصنیف ہے اور آٹھ جلدوں میں دارالوطن سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی ہے، لیکن جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے اور مضامین سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ اصلاً یہ کتاب شروح حدیث کے موضوع پر ہے، یہ فقہی کتاب نہیں ہے، اور نہ مروجہ فقہی مسائل کا بیان اس میں ملتا ہے، بلکہ کسی حدیث سے کوئی دینی، دعوتی یا اخلاقی مسئلہ نکلتا ہے تو مصنف اس کی نشاندہی کرتے ہیں، اور اگر اس میں کوئی فقہی اختلاف ہے تو وہ بھی ذکر کرتے ہیں اور تائید و ترجیح بھی پیش کرتے ہیں، جیسا کہ ترمذی وغیرہ کا طرز ہے، اس لئے اس کتاب کو نہ اصطلاحی فقہ سے راست تعلق ہے اور نہ فقہ مقارن سے، ابتدائے کتاب میں مصنف نے خود اپنی کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے، لکھتے ہیں:

«فإني كنت شديد العزم إلى رواية كتاب يشتمل على أحاديث رسول الله - صلى الله عليه وسلم – المشهود لها بالصحة من علماء الأحاديث، وأن نذكر فقه الحديث أيضا في ذلك الكتاب ولاسيما [ما عدا] ما قدفرغ العلماء منه: كالطهارة، والصلاة، والزكاة، والصيام، والحج، و البيوع، والرهن، و الإجازة؛ وغير ذلك من أبواب الفقه التي يشير الناس إليها، مماستقرت فيه المذاهب،وانتهت إليه الأمور؛ بل فيما عدا ذلك؛ لأنه قد تشتمل الأحاديث على الأمور المهمة والشؤون اللازمة في الدين، وفيما يرجع إلى العبادات والإخلاص فيها والآداب لها، وغير ذلك من أعمال الآخرة وتزكية النفوس؛ فجعلت أتتبع الكتاب المسطورة في هذا،وأرى كلامن العلماء قد أتى

بغرض قصده وأوفض إليه، إلا أنه لم أجد في ذلك كتابا حاويا لما كانت تتطلع إليه نفسي حتى أتيت بكتاب»[15]

ترجمہ: میں ایک ایسی کتاب کی روایت کے لئے پر عزم تھا جو ان احادیث نبویہ پر مشتمل ہو جن کی صحت کی گواہی علماء حدیث نے دی ہو، نیز حدیث سے مستنبط ہونے والے مسائل کا بھی ذکر ہو، خاص طور پر ان فقہی ابواب کے علاوہ، جن سے علماء فارغ ہو چکے ہیں، مثلاً طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، بیوع، رہن، اور اجارہ وغیرہ، جن پر مذاہب فقہیہ کے فیصلے آ چکے ہیں، اور بحثیں پوری ہو چکی ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اہم دینی واخلاقی مضامین جو احادیث سے متبادر ہوتے ہیں، مثلاً عبادات، اخلاص، آداب، آخرت، اور تزکیۂ نفس وغیرہ سے متعلق امور، گذشتہ مصنفین کی کتابوں میں مذکورہ مضامین پر مشتمل ایسی کوئی جامع کتاب تلاش بسیار کے باوجود مجھے نہ مل سکی، یہاں تک کہ میں نے خود ایک ایسی کتاب لکھنے کا فیصلہ کر لیا"۔

"اختلاف الائمۃ العلماء لابن ھبیرۃؒ" - اختلاف فقہاء پر بلا ترجیح لکھی گئی کتاب

(۷) ابن ھبیرۃؒ (م ۵۶۰ھ) ہی کی ایک اور کتاب "اختلاف الائمۃ العلماء" کا بھی اکثر نام لیا جاتا ہے، لیکن اس کتاب میں صرف ائمۂ اربعہ کے اقوال مع دلائل نقل کئے گئے ہیں، اور کہیں بھی ترجیح وموازنہ کی کوشش نہیں کی گئی ہے، بلکہ آغاز کتاب ہی میں تقلید کے جواز کی بحث اور ائمۂ اربعہ کی عظمت شان کا کھلا اعتراف کر کے ترجیح وموازنہ کے عمل کی یگگونہ حوصلہ

[15] - الإفصاح عن معاني الصحاح ج ١ ص ٣٩ المؤلف: يحيى بن (هُبَيْرَة بن) محمد بن هبيرة الذهلي الشيبانيّ، أبو المظفر، عون الدين (ت ٥٦٠هـ) المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمدالناشر: دار الوطن سنة النشر: ١٤١٧هـ عدد الأجزاء: ٨

شکنی کی گئی ہے:

«والعالم لَا يسوغ لَهُ التَّقْلِيد، وَقد حكى عَن أَحْمدأَنه يسوغ لَهُ ذَلِك، وَالْمَعْرُوف من مذْهبه أَنه لَا يسيغ لمجتهد أَن يُقَلّد. ----وَلما انْتهى تدوين الْفِقْه إِلَى الْأَئِمَّة الْأَرْبَعَة، وكل مِنْهُم عدل رَضِي اللَّهِ عَنْهُم،ورضى عدالتهم الْأَئِمَّة،وَأَخذُوا عَنْهُم لأخذهم عَن الصَّحَابَة وَالتَّابِعِينَ وَالْعُلَمَاء وأستقر ذَلِك،وَإِن كلامِنْهُم مقتدى بِهِ،وَلكُل وَاحِد مِنْهُم لَهُ من الْأمة أَتبَاع من شَاءَ مِنْهُم فِيمَا ذكره وهم:أَبُوحنيفَة، وَمَالك، وَالشَّافِعِيّ،وَ أحمد رَضِي اللَّهِ عَنْهُم۔[16]

"المغنی لابن قدامہ "-فقہ حنبلی کی مشہور کتاب

(۸)المغنی لابن قدامہ(۵۶۱ھ) بھی فقہ الخلاف میں شہرۂ آفاق حیثیت رکھتی ہے ،لیکن یہ بھی فقہ مذہبی کی کتاب ہے نہ کہ فقہ مقارن کی، اس لئے کہ واضح طور پراس میں مذہب حنبلی کی حمایت کی گئی ہے ،خوداس کامتن مختصر خرقی مذہب حنبلی کی روایات کامجموعہ ہے،علامہ ابن قدامہؒ نے اسی کومدلل کیاہے اوردیگر مذاہب فقہیہ کی آراء سے اس کاموازنہ کرکے اس کو مضبوط کیاہے ،ابن قدامہؒ نے اپنے مذہب کے دلائل بیان کرنے کے لئے "لناماروی "جیسی تعبیرات استعمال کی ہیں،جوواضح طورپر مذہب حنبلی کی ترجیح کوظاہر کرتی ہیں،دوسرے مذاہب کاذکر محض برکت یامذہب حنبلی کے اظہارعظمت کے لئے ہے ،خودابن قدامہؒ نے کتاب کے ابتدائی صفحات میں اپنی تصنیف کے مزاج پرروشنی ڈالی ہے:

وكان إمامُنا أبوعبد الله أحمد[بن محمد] بن حَنْبَلٍ رضى

---

16 - اختلاف الأئمة العلماء ج ١ ص 26المؤلف: يحيى بن (هُبَيْرَة بن) محمد بن هبيرة الذهلي الشيبانيّ، أبو المظفر، عون الدين (ت ٥٦٠ هـ) المحقق : السيد يوسف أحمد الناشر: دار الكتب العلمية - لبنان / بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م عدد الأجزاء: ٢

اللّٰہ عنہ، مِن أوْفاهم فَضِيلة،وأقْرِبِهم إلى اللّٰہ وَسِيلة، و أتْبَعِهِم لرسولِ اللهِ -صلى اللّٰہ عليه وسلم- وأعْلَمِهم به،و أزْهَدِهم في الدنيا وأطْوَعِهم لربِّه ،فَلذلك وقَع اختيارُنا على مذهبِه.وقد أحبَبْتُ أن أشرحَ مذهبَه واخْتيارَه، ليَعْلَم ذلك مَن اقتفَى آثارَه،وأُبَيِّنَ في كثيرٍمن المسائل مااختُلِفَ فيه مِمَّا أُجْمِعَ عليه ، و أذكرَ لكلِّ إمامٍ ما ذهب إليه، تبرُّكابهم،وتعريفًالمذاهِبِهم،وأُشِيرإلى دليلِ بعض أقوالِهم على سبيل الاختصار، والاقْتصار مِن ذلك على المختار ، وأعْزُوَ ما أمْكننِى عَزْوُه مِن الأخبار، إلى كُتُبِ الأئمَّةِ مِن عُلَماء الآثار،لتَحْصُلَ الثِّقَةُ بمَدْلُولِها ،و التَّمييزُبين صحيحِها ومَعْلولِها، فيُعْتمدَ علَى مَعْروفِها ، ويُعْرَض عن مَجْهولِها[17]

"بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد لابن الرشدؒ" - فقہ مالکی کے مذاق پر لکھی گئی کتاب

(۹) فقہ مالکی کی مشہور کتاب "بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد" بھی فقہ مقارن کی اہم کتاب سمجھی جاتی ہے، لیکن بنیادی طور پر یہ کتاب مالکی مذہب کی ہے، اور فقہ مالکی کے مزاج کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے، اس لئے مساوی معیار پر فقہ مقارن کے نمونہ کے طور پر اس کتاب کو پیش کرنا ممکن نہیں، بلاشبہ یہ کتاب ہر مسئلہ میں علماء کے اختلاف اور اس کے اسباب پر روشنی ڈالتی ہے، اور وجوہ اختلاف سے بھی بحث کرتی ہے، کئی مقامات پر مصنف نے کسی جانب کو ترجیح بھی دی ہے، لیکن بہت سی جگہوں پر اسباب اختلاف کی نشاندہی کرتے ہوئے بلا ترجیح گذر گئے ہیں ۔۔۔ مؤلف اپنے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

---

[17] - المغني ج 1 ص 5 المؤلف: موفق الدين أبو محمد عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي الجماعيلي الدمشقي الصالحي الحنبلي (٥٤١ - ٦٢٠ هـ)المحقق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، الدكتور عبد الفتاح محمد الحلو الناشر: دار عالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعوديةالطبعة: الثالثة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م عدد الأجزاء: ١٥ (الأخير فهارس)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَمَّا بَعْدَ حَمْدِ اللَّهِ بِجَمِيعِ مَحَامِدِهِ ، وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ ، فَإِنَّ غَرَضِي فِي هَذَاالْكِتَابِ أَنْ أُثْبِتَ فِيهِ لِنَفْسِي عَلَى جِهَةِ التَّذْكِرَةِمِنْ مَسَائِلِ الْأَحْكَامِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا وَ الْمُخْتَلَفِ فِيهَا بِأَدِلَّتِهَا، وَ التَّنْبِيهِ عَلَى نُكَتِ الْخِلَافِ فِيهَا، مَا يَجْرِي مَجْرَى الْأُصُولِ وَالْقَوَاعِدِ لِمَا عَسَى أَنْ يَرِدَ عَلَى الْمُجْتَهِدِ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمَسْكُوتِ عَنْهَافِي الشَّرْعِ، وَهَذِهِ الْمَسَائِلُ فِي الْأَكْثَرِهِيَ الْمَسَائِلُ الْمَنْطُوقُ بِهَا فِي الشَّرْعِ،أَوْ تَتَعَلَّقُ بِالْمَنْطُوقِ بِهِ تَعَلُّقًا قَرِيبًا، وَهِيَ الْمَسَائِلُ الَّتِي وَقَعَ الِاتِّفَاقُ عَلَيْهَا، أَوِ اشْتَهَرَ الْخِلَافُ فِيهَا بَيْنَ الْفُقَهَاءِالْإِسْلَامِيِّينَ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - إِلَى أَنْ فَشَا التَّقْلِيدُ[18]

"الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداویؒ"

(فقہ حنبلی کی مختلف روایات وترجیحات کا مجموعہ)

(۱۰)خلافیات پر علامہ علاء الدین المَرداویؒ (م ۸۸۵ھ) کی ایک کتاب "الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف" بھی کافی مشہور ہے، مگر اس کا تعلق مذہب حنبلی ہی کی مختلف روایات کی ترجیح سے ہے، دیگر مذاہب فقہیہ کی آراء سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا ہے، اس لئے فقہ مقارن کے نمونے کے طور پر اس کو پیش کرنا درست نہیں[19]۔

---

18 - بداية المجتهد ونهاية المقتصد ج ۱ ص ۹المؤلف: أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد (ت ٥٩٥هـ)الناشر: دار الحديث–القاهرةالطبعة:بدون طبعة تاريخ النشر: ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤ م عدد الأجزاء: ٤

19 - دیکھئے مقدمہ کتاب الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف ج ۱ص ۳المؤلف:علاء الدين أبو الحسن على بن سليمان المرداوى الدمشقى الصالحى الحنبلى (ت ٨٨٥هـ) الناشر:دار إحياءالتراث العربي الطبعة:الثانية-بدون تاريخ عدد الأجزاء: ١٢

"الفقہ علی المذاہب الاربعۃ للجزیریؒ"

(بلاترجیح وموازنہ فقہاء کے اقوال ودلائل کا مجموعہ)

(۱۱) ایک مشہور کتاب عبدالرحمن بن محمد عوض الجزیریؒ (م ۱۳۶۰ھ) کی "الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" ہے، لیکن اس کتاب کا موضوع بھی موازنہ نہیں محض نقل اقوال ہے، اس کتاب میں چاروں مذاہب فقہیہ کے نقطہائے نظر مع دلائل بغیر کسی ترجیح کے درج کئے گئے ہیں، مصنف نے کتاب کی تمہیدی سطور میں اپنے کام کی جو تفصیل لکھی ہے اس میں بھی کہیں ترجیح وموازنہ کا ذکر نہیں ہے، اور نہ پوری کتاب میں اس کا کوئی عملی نمونہ موجود ہے، لکھتے ہیں:

«خامسا: ذكرت كثيرامن حكمة التشريع في كل موضع أمكنني فيه ذلك، وكنت أود أن أكتب حكمة التشريع لكل مباحث الكتاب، ولكنني خشيت تضخمه، وذهاب الغرض المقصود منه.سادسا: رأيت أن آتي بأدلة الأئمة الأربعة من كتب السنة الصحيحة، وأذكر وجهة النظر كل منهم . وبالجملة فقد بذلت في هذاالكتاب مجهوداكبيرا،وحررته تحريرا تاما، وفصلت مسائله بعناوين خاصة ، ورتبتها ترتيبا دقيقا؛ وما على القارئ إلا أن يرجع إليه، ويأخذما يريده منه بسهولة تامة، وهو آمن من الزلل»[20]

"موسوعۃ الفقہ المصریۃ"

(بلاترجیح وموازنہ آٹھ (۸) مذاہب فقہیہ کے اقوال ودلائل کا مجموعہ)

(۱۲) "موسوعۃ الفقہ المصریۃ" (۱۹۶۱ء) جس کو موسوعۃ جمال عبد الناصر "اور "موسوعۃ

---

[20] - الفقه على المذاهب الأربعة ج ۱ ص 4المؤلف: عبد الرحمن بن محمد عوض الجزيري (ت ١٣٦٠هـ)الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان الطبعة : الثانية، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م عدد الأجزاء: ٥

الفقہ المقارن " بھی کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ سرے سے فقہ مقارن کی کتاب ہی نہیں ہے، اس میں کسی مذہب کا کسی سے کوئی موازنہ نہیں کیا گیا ہے، اور نہ کسی کو کسی پر ترجیح دی گئی ہے، اس کتاب میں آٹھ فقہی مذاہب -حنفیہ ،مالکیہ ،شافعیہ ، حنابلہ ،ظاہریہ ،شیعہ ،زیدیہ ،اباضیۃ کے اقوال مع دلائل بلاترجیح وموازنہ نقل کئے گئے ہیں، یہ کتاب فقہ الخلاف کی دوسری قسم میں شامل ہے، فقہ مقارن میں نہیں، خود کتاب کے مقدمہ میں اس کی صراحت کردی گئی ہے کہ ہماراموضوع مختلف شرائع یامذاہب فقہیہ کاموازنہ نہیں ہے، اور نہ کوئی ترجیح ومعارضہ پیش کرنا ہے، اس میں پوری صحت کے ساتھ صرف نقل اقوال ودلائل کااہتمام کیاگیا ہے، دیکھئے مقدمہ کی یہ عبارت:

أن وظيفةالموسوعة ليست الموازنة بين الشرائع ولابين المذاهب الفقهية ولاترجيح بعض الأقوال على بعض ولا نشرالبحوث والآراء، و إنما وظيفتها جمع الأحكام الفقهية وترتيبها ونقلها فى دقة و أمانة بعبارات سهلة تساير أحوالنامن المراجع الفقهية التى تلقاهاالناس بالقبول حتى نهاية القرن الثالث عشرالهجرى، وذلك دون تفرقة بين احول به و غيرالمعمول به الآن،أما ماعدا ذلك مما ليس من وظيفتهاالأصلية فيكون له ملحق خاص[21]»

بلکہ مقدمہ نگارنے تقلید کامسئلہ اٹھاکربنیادی طورپراس تصور کے پرکتردیئے ہیں، اور بالواسطہ یہ پیغام دیاہے کہ یہ مقلدین کامنصب نہیں ہے کہ وہ ائمۂ مجتہدین کے اقوال کاموازنہ دلائل کی روشنی میں کریں، ان کے لئے امام کاقول بجائے خوددلیل ہے، ملاحظہ کریں یہ پوری عبارت:

«ما سبق إيراده من المصادر هى مصادر الأئمةالمجتهدين ، أما غير المجتهدين من المقلدين فليس لهم إلا مصدر

---

[21] ـ موسوعة الفقه الإسلامي المصرية ص ٦٥ المصدر: موقع وزارة الأوقاف المصرية [الكتاب مرقم آليا]عدد الصفحات: ٦٦تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١

واحد، هو، أقوال الأئمة الذين يقلدونهم و إن كانوا من أصحاب الوجوه و أهل التخريج، أو من أهل الترجيح، أو من المحصلين المطلعين القادرين على التمييز بين الأقوال الصحيحة والفاسدة والقوية والضعيفة، والراجحة والمرجوحة، فما داموا لم تتوافر لهم الأهلية لأى نوع من أنواع الاجتهاد، فليس لهم أن يرجعوا إلى الكتاب و السنة والإجماع، وليس لهم أن يقيسوا على ما ورد بها من الأحكام، وليس لهم إلا الرجوع الى أقوال أئمتهم ينظرون فيها نظر المجتهد فى الأدلة .و يستنبطون منها ماشاء الله أن يستنبطوا، وماستخرجوه منها يكون أقوالا فى مذهب إمامهم سواءوافقت أقوالاسابقة لفقهاءهذاالمذهب ،أو لم يسبقها مايوافقها،ويقضى بهذه الأقوال ويفتى بها و يتبع فى شأنها ما يتبع فى العمل بأقوال مجتهدى المذهب عند اختلاف الرواية.هكذاقال المتأخرون،وأمعن بعضهم فى هذا فقال: وإن قيل أن ما روى عن الإمام صاحب المذهب ليس قرآنا ولا أحاديث صحيحة. فكيف تستنبط الأحكام منه؟ قيل إنه كلام أئمة مجتهدين عالمين بقواعد الشريعة و العربية مبينين للأحكام الشرعية، فمدلول كلامهم حجة على من قلدهم، منطوقا كان أو مفهوما، صريحاكان أو إشارة ، فكلامهم بالنسبة له كالقرآن و الحديث بالنسبة لجميع المجتهدين .قد لا يرضى بعض الناس عن هذا،وقد يمجده آخرون،إلا أن له فضلاعظيما لا يستطيع أحدإنكاره،وهوأنه فتح بابا واسعا لتطورالفقه ومسايرته لأحداث الحياة،بعدأن سادت لدى الجمهورفكرة انقطاع الاجتهاد، لأنه لا يوجد أهله. ومن الناس من لم يفهم الأمر على حقيقته، وسمى هذاالطور طورالتقليد و جمود الفقه وشايعه من شايعه»

"الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ"

(بلا ترجیح وموازنہ فقہاء کے مذاہب ودلائل کا عظیم ترین مجموعہ)

(۱۳) فقہ الخلافیات پر آخری شاہکار "الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ" ہے، جس کا ذکر پہلے آچکا ہے، جس کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۸۳؁ء سے شروع ہوا اور ۲۰۰۶؁ء یا ۲۰۰۷؁ء تک اس کی پینتالیس (۴۵) جلدیں شائع ہوئیں، اس میں بھی صرف فقہاء کے اقوال ودلائل نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، کسی مذہب کو کسی پر ترجیح نہیں دی گئی ہے اور نہ مختلف آراء کے درمیان کوئی موازنہ کیا گیا ہے۔

اس طرح عہد اجتہاد سے نصف صدی قبل تک کے طویل ترین دورانیے میں اصطلاحی فقہ مقارن کے موضوع پر حقیقی معنیٰ میں کسی غیر مجتہد فقیہ کی کوئی کتاب نہیں ملتی، جو چند کتابیں موجود ہیں وہ یا تو عہد اجتہاد میں لکھی گئی تھیں جب ائمۂ اربعہ کی تقلید پر امت کا اجماع نہیں ہوا تھا، اور لوگ بلا تعیین کسی بھی فقیہ وامام کی تقلید کرنے کے لئے آزاد تھے، یا وہ کسی مجتہد کی تصنیف ہے، ظاہر ہے کہ مجتہد کسی مذہب فقہی کا پابند نہیں ہوتا۔۔۔ماضی میں اگر کسی نے صنف مقارن کے طرز پر کچھ لکھا بھی ہو تو اسے سند قبولیت حاصل نہیں ہو سکی، اسی لئے آج اس نوع میں سلف کی ایک کتاب بھی میسر نہیں ہے۔

فقہ مقارن کے نام سے لکھنے کا سلسلہ عہد جدید میں شروع ہوا

حقیقت یہ ہے کہ فقہ مقارن کے نام سے لکھنے کا سلسلہ عہد جدید میں شروع ہوا، جس کی عمر نصف صدی سے متجاوز نہ ہوگی، اور اس کا بہترین نمونہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی (م ۲۳ / شوال المکرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۸ / اگست ۲۰۱۵؁ء) کی کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" ہے، انہوں نے صحیح

لکھاہے کہ یہ فقہ مذہبی نہیں بلکہ فقہ مقارن کانمونہ ہے:

وهوليس كتاباًمذهبياً محدوداً، وإنما هو فقه مقارن بين المذاهب الأربعة (الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة) وبعض المذاهب الأخرى أحياناً، بالاعتماد الدقيق في تحقيق كل مذهب على مؤلفاته الموثوقة لديه، والإحالة على المصادر المعتمدة عند أتباعه...[22]

انہوں نے اس موضوع پر اور بھی کئی قابل قدر کام کئے ہیں، عصر حاضر کے بعض دیگر علماء عرب کی خدمات بھی اس سلسلے میں کافی اہم ہیں، جن کو بعض اسباب سے ایک حد تک قبولیت بھی حاصل ہوئی، لیکن اس حقیر کے خیال میں یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، بلکہ کئی خرابیوں کا پیش خیمہ ہے، فقہی بصیرت واعتماد کے لئے محفوظ طریقہ " فقہ مذہبی "کا ہے، جس کو سلف نے اختیار کیا تھا،۔۔۔

تقلید کے ساتھ فقہ مقارن کی افادیت؟ایک لمحۂ فکریہ

دراصل یہ طریقہ تقلید کے مزاج کے منافی ہے، مقلد کے لئے اپنے امام کی تقلید ضروری ہے، مقلد کو یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کے اقوال کو دلائل کے معیار پر پرکھے ،یہ اس کا اپنے حدود سے تجاوز ہے، امام کا قول بجائے خوداس کے لئے دلیل ہے، نیز ہر مذہب میں یہ چیز پہلے سے طے شدہ ہے، کہ مقلد اپنے مذہب کا کوئی قول مخصوص حالات میں ضرورت کے وقت ترک کرکے دوسرے مذہب کا قول اختیار کرسکتاہے، پھر ائمہ کے درمیان

---

[22] - الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ (الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها)ج 1 ص 23 لمؤلف : أ. د.وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق - كلّيَّة الشَّريعة الناشر: دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة:الرَّابعة المنقَّحة المعدَّلة بالنِّسبة لما سبقها (وهي الطبعة الثانية عشرة لما تقدمها من طبعات مصورة)عدد الأجزاء: ١٠

مقارنہ کی افادیت کیا ہے؟ اوراس عمل کی کیا توجیہ کی جائے گی؟

واضح رہے کہ تقلید فی نفسہ ناجائز نہیں ہے، بلکہ غیر مجتہد کے لئے ایک ضرورت ہے، اس لئے کہ شریعت کا مدار نقل پر ہے، ہر بعد والے نے پہلے والوں سے سیکھا ہے، اور یہی نظام فطرت ہے، ہر فن کا یہی معاملہ ہے، صحابہ سے تابعین نے علم حاصل کیا اور تابعین سے ائمۂ مجتہدین نے، پھر مجتہدین نے علم فقہ کو پوری طرح مرتب کرکے امت کے سامنے پیش کیا، خاص طور پر ائمۂ اربعہ کو اس باب میں خصوصی امتیاز حاصل ہوا، ائمۂ اربعہ کے علاوہ کسی مجتہد فقیہ کا مذہب کامل طور پر مدون اور محفوظ نہ ہو سکا، اور نہ بعد کے لوگوں میں اجتہاد کی کامل شرطیں پائی گئیں، اس لئے امت نے ائمۂ اربعہ کی تقلید واتباع پر اتفاق کرلیا، اب ائمۂ اربعہ کی تقلید پر اتفاق کے بعد ان سے انحراف کرنا سواد اعظم سے انحراف کے مترادف ہے، اور ایک بڑے فساد اور فکری بحران کا باعث ہے، یہی بات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی معروف کتاب "عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید" میں ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

اعْلَم أَن فِي الْأَخْذبِهَذِهِ الْمذَاهب الْأَرْبَعَةمصلحَة عَظِيمَة وَفِي الْإِعْرَاض عَنْهَا كلهَا مفْسدَة كَبِيرَة وَنحن نبين ذَلِك بِوُجُوه أَحدهَا أَن الْأمة اجْتمعت على أَن يعتمدوا على السّلف فِي معرفَة الشَّرِيعَة فالتابعون اعتمدوا فِي ذَلِك على الصَّحَابَة وَتبع التَّابِعين اعتمدوا على التَّابِعين وَهَكَذَا فِي كل طبقَة اعْتمد الْعلمَاءعلى من قبلهم وَالْعقل يدل على حسن ذَلِك لِأَن الشَّرِيعَة لَا تعرف إِلَّا بِالنَّقْلِ والإستنباط وَ النَّقْل لَا يَسْتَقِيم إِلَّابِأَن تَأْخُذ كل طبقَة عَمَّن قبلهَا بالإتصال وَلَا بُدفِي الإستنباط أَن تعرف مَذَاهِب الْمُتَقَدِّمين لِئَلَّايخرج عَن أَقْوَالهم فيخرق الْإِجْمَاع وَيَبْنِي عَلَيْهَا ويستعين فِي ذَلِك كل بِمن سبقه لِأَن جَمِيع الصناعات كالصرف والنحوو الطب وَالشعروالحدادة والنجارة والصياغة لم تتيسر لأحد

إِلَّابملازمةأَهلهَاوَغيرذَلِك نَادِربعيدلم يَقع وَإِن كَانَ جَائِزا فِي الْعقل وَإِذاتعين الإعتمادعلى أقاويل السّلف فَلَابُدمن أَن تكون أَقْوَالهم الَّتِي يعْتَمدعَلَيْهَامرويةبِالْإِسْنَادِالصَّحِيح أَو مدونة فِي كتب مَشْهُورَةوَأَن تكون مخدومةبِأَن يبين الرَّاجِح من محتملاتها ويخصص عمومها فِي بعض الْمَوَاضِع ويقيد مُطلقهَا فِي بعض الْمَوَاضِع وَيجمع الْمُخْتَلف مِنْهَا وَيبين علل أَحْكَامهَاوَإِلَّالم يَصح الِاعْتِمَاد عَلَيْهَا وَلَيْسَ مَذْهَب فِي هَذِه الْأَزْمِنَةالْمُتَأَخِّرَةبِهَذِهِ الصّفة إِلَّا هَذِه الْمذَاهب الْأَرْبَعَةاللَّهُمَّ إِلَّامَذْهَب الإماميةوالزيدية وهم أهل الْبِدْعَة لَايجوز الِاعْتِمَاد على أقاويلهم وَثَانِيهَا قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم اتبعُواالسوَادالْأَعْظَم وَلمااندرست الْمذَاهب الحقةإِلَّاهَذِه الْأَرْبَعَة كَانَ اتباعها اتبَاعا للسواد الْأَعْظَم وَالْخُرُوج عَنْهَاخُرُوجًاعَن السوَاد الْأَعْظَم[23]

ضرورت کے وقت دوسرے مذہب سے استفادہ کا اصول موجود ہے

☆جمہور کامسلک یہ ہے کہ تقلید توکسی امام معین ہی کی کی جائے گی،اس لئے کہ ہر مذہب کے اصول و قواعد اور فکری اساسیات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں،ہر حکم کاایک پس منظر ہوتا ہے،اور ہر جزوایک کل سے مربوط ہوتا ہے،اس لئے ایک کو دوسرے سے خلط کرنا ایک غیر فطری عمل ہے،اس سے مذہب کی روح فنا ہو جاتی ہے،اسی لئے علماء نے تلفیق کی اجازت نہیں دی ہے،اگر واقعتاً مقلد کو ایسی ضرورت ہوتو دوسرے مذہب کے قول کو قبول کرنے

---

23 - عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد المؤلف: أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله الدهلوي » (ت ١١٧٦هـ)المحقق: محب الدين الخطيب الناشر: المطبعة السلفية – القاهرة ،عدد الصفحات: ٣٦

اور فتویٰ دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ اس کو اس مذہب کی جملہ شرائط وتفصیلات کے ساتھ قبول کیا جائے، تاکہ اس مذہب کی مجموعی روح متأثر نہ ہو، ایک ہی واقعہ میں دو اماموں کے دو اقوال پر بایں طور عمل کرنا کہ مجموعی طور پر دونوں کے نزدیک وہ عمل باطل قرار پائے تلفیق کہلاتا ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے، اس لئے کہ اس وقت انسان سہولت پسندی اور خواہشات نفس کا غلام ہو جائے گا اور دین ومذہب ایک مذاق بن جائے گا۔

علامہ شامیؒ اور علامہ طحطاویؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ:

ولا بأس بالتقليد كما في البحر والنهر لكن بشرط أن يلتزم جميع مايوجبه ذلك الإمام لأن الحكم الملفق باطل بالإجماع كما في ديباجة الدر[24]

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

وفي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ مَعْزِيًّا إلَى فجر(فخر)الْأَئِمَّةِ لو أَفْتَى مُفْتٍ بِشَيْءٍ من هذه الْأَقْوَالِ في موضع (مواضع) الضَّرُورَةِ طَلَبًا لِلتَّيْسِيرِ كان حَسَنًااه[25]

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

---

[24] - حاشية على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ص ١٢٠ أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحاوي الحنفي سنة الولادة / سنة الوفاة 1231هـ الناشر المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق سنة النشر 1318هـ مكان النشر مصرعدد الأجزاء كذافى رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار"ج ٣ ص 176المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : 1252هـ)

[25] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ١ ص ٢٠٢ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت*وكذافى حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج 1ص 160 ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8

"خود ان فقہاء کرام کا باوجود مجتہد نہ ہونے اور زمانۂ اجتہاد ختم ہو جانے کے دوسری اشیاء کو ملحق کرنا اس کی عین دلیل ہے۔۔۔افتابمذہب الغیر ہر زمانہ میں جائز ہے، بشرطیکہ سخت ضرورت ہو[26]

۲- دوسری اہم شرط یہ ہے کہ ضرورت یقینیہ کی بنا پر جن علماء نے مذہب غیر پر عمل کا فتویٰ دیا ہو، وہ اہل اجتہاد یا کم از کم اہل بصیرت سے ہوں، اصل تو یہ منصب ان علماء عارفین کا ہے جو اجتہاد فی المذہب کی صلاحیت رکھتے ہوں، جو دلائل وبراہین سے واقف ہوں اور امام مطلق کے قواعد واصول کی روشنی میں مسائل کی تخریج وترجیح پر قادر ہوں اور اتنا گہرا شعور رکھتے ہوں کہ جزئیات ومسائل میں قدر مشترک اور قدر مفترق میں امتیاز کر سکتے ہوں، علامہ آمدیؒ نے یہی شرط لگائی ہے:

والمختار اذا کان مجتهد فی المذهب بحیث یکون مطلعا علی مآخذالمجتہدالمطلق الذی یقلده وهوقادر علی التفریع علی قواعدامامه واقواله متمکن من الفرق والجمع والنظر والمناظرة فی ذالک کان له الفتوی[27]

لیکن اب چونکہ ایسے علما کا وجود بہت نادر ہے، اس لئے علامہ شامیؒ نے ان شرائط کو نرم کر کے صرف یہ شرط باقی رکھی ہے کہ وہ اہل نظر اور ارباب بصیرت میں سے ہوں اور ماہر فن اساتذہ سے علم حاصل کیا ہو، محض کتابوں کا مطالعہ کر لینے سے کوئی مستند عالم نہیں بن سکتا، جب تک کہ اس نے رجال فن کے سامنے زانوئے تلمذتہ نہ کیا ہو، اسی طرح حالات زمانہ پر بھی اس کی

---

[26] -الحلیۃ الناجزۃ، ص ۵۱

[27] - الإحكام في أصول الأحكام ج 4 ص 242المؤلف : علي بن محمد الآمدي أبو الحسن الناشر : دار الكتاب العربي – بيروت الطبعة الأولى ، 1404 تحقيق : د. سيد الجميليعدد الأجزاء : 4

گہری نگاہ ہو۔

فان المتقدمین من شرط فی المفتی الاجتہاد و ھذا مفقود فی زماننافلا اقل من ان یشترط فیہ معرفۃ المسائل بشر وطہا وقیودھا التی کثیراً ما یسقطونہا والایصرحون بماااعتمدعلی فہم المتفقۃ وکذا لابدمن معرفۃ عرف زمانہ و احوال اھلہ فی التخریج فی ذالک علی استاذ ماھر[28]

۳-ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس امام کا قول اختیار کیا جارہاہو، اس کی پوری تفصیلات براہ راست اس مذہب کے اہل فتوی علماء سے معلوم کی جائیں، محض کتابوں میں دیکھنے پر اکتفانہ کیا جائے، کیوں کہ بسااوقات اس قول کی بعض ضروری تفصیلات عام کتابوں میں مذکور نہیں ہوتیں، اوران کو نظر انداز کردینے سے تلفیق کااندیشہ رہتاہے[29]۔

۵-ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ ائمہ اربعہ سے خروج نہ کیا جائے، انہیں میں سے کسی ایک امام کامسلک اختیار کرناضروری ہے، اس لئے کہ ان کے علاوہ کسی امام وفقیہ کامذہب ہم تک مدون شکل میں نہیں پہونچااور نہ ان کے ماننے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کاکوئی قول یا رائے حد تواتر کوپہونچ سکے[30]

شیخ وہبہ زحیلی جنہوں نے فقہ مقارن پر نمایاں کام کیاہے،انہوں نے ان قواعد کو دوچیزوں میں سمیٹ دیاہے:ایک یہ ہے کہ مسئلہ اجتہادی ہو اورکوئی دلیل ترجیح موجودنہ ہو،دوسرے یہ کہ ضرورت یاحاجت یامصلحت یاعذر موجودہو۔

---

[28] - شرح عقود رسم المفتی ص 66

[29] آداب الافتاوالاستفتاء حضرت تھانوی بحوالہ بحث ونظر شمارہ ۱۰، ص۷۸

[30] مقدمہ اعلاسنن ص۱۹۹، البلاغ مفتی اعظم نمبرص۴۱۹، ص۴۲۰، بحوالہ بحث ونظر شمارہ ۱۰ص۷۸

«ويمكن اختصار هذه الضوابط في أمرين:أولهما – أن تكون المسألة اجتهادية ليس فيها دليل راجح.ثانيهما- أن تكون هناك ضرورة أوحاجة أومصلحة أوعذر [31]

سہولت کی تلاش کے لئے بھی حدود ضروری ہیں

☆درست ہے کہ فقہ مقارن کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ میں ائمہ کے نزدیک آسان صورت کون سی ہے؟ظاہر ہے کہ شریعت میں یسر مطلوب ہے، اس دین کو سمحہ (آسان) قرار دیا گیا ہے:

«أَحَبُّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللَّهِ الْحَنِيفِيَّةُ»، قِيلَ: وَمَا الْحَنِيفِيَّةُ؟ قَالَ: «السَّمْحَةُ» قَالَ: «الْإِسْلَامُ الْوَاسِعُ»[32]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ پاک کو اپنے بندوں کے لئے یسر مطلوب ہے،

يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ[33]

لیکن سہولت پسندی کی بھی کچھ حدود ہیں، ضرورت اور تنگی کے وقت یسر اختیار کرنے کی اجازت دی گئی، نفسانیت، آرام پسندی اور اتباع ہویٰ کے لئے نہیں، اتباع ہویٰ کو اسلام میں مذموم قرار دیا گیا ہے، شیخ وہبہ زحیلی نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اور صرف مقام ضرورت

---

31 - الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ (الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها)ج ١ ص ٣١المؤلف: أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق - كلّيَّة الشَّريعةالناشر: دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة: الرَّابعة المنقَّحة المعدَّلة بالنِّسبة لما سبقها (وهي الطبعة الثانية عشرة لما تقدمها من طبعات مصورة)عدد الأجزاء: ١٠

32 -المصنف ج 1 ص 74 حديث نمبر :238 المؤلف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (ت ٢١١ هـ)المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي الناشر: المجلس العلمي- الهند يطلب من: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ عدد الأجزاء: ١٠ [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]تاريخ النشر بالشاملة: ٢٨ ربيع الأول ١٤٣٣

33 -البقرة :185

پر سہولت کی تلاش کو جائز قرار دیا ہے، "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں رقمطراز ہیں:

«الضابط الرابع ـ أن تكون هناك ضرورة أو حاجة للأخذ بالأيسر. الأخذ بالأيسر ينبغي ألا يكون متخذاً للعبث في الدين أو مجاراة أهواء النفوس أو للتشهي وموافقة الأغراض، لأن الشرع جاء بالنهي عن اتباع الهوى، قال الله تعالى:{ولو اتبع الحق أهواءهم لفسدت السموات والأرض ومن فيهن} [المؤمنون :71/ 23] ،{فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله و الرسول} [النساء:59/ 4]، فلا يصح رد المتنازع فيه إلى أهواء النفوس.وهناك آيات كثيرة في هذا المعنى منها قوله سبحانه:{فإن لم يستجيبوا لك فاعلم أنما يتبعون أهواءهم ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله، إن الله لا يهدي القوم الظالمين} [القصص:28/ 50]،{وأن احكم بينهم بما أنزل الله ولا تتبع أهواءهم} [المائدة:5/ 49]، {ياداود إنا جعلناك خليفة في الأرض، فاحكم بين الناس بالحق، ولا تتبع الهوى، فيضلك عن سبيل الله}[34]

غرض اس دور میں فقہ مقارن کے نام پر مذاہب فقہیہ کے موازنہ ومقارنہ کا جو سلسلہ چل پڑا ہے اس کی کوئی خاص ضرورت وافادیت معلوم نہیں ہوتی، بلکہ ایک خطرہ اور فتنہ کا احساس ہوتا ہے، تقلید کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی بوقت ضرورت دیگر مذاہب سے استفادے کی گنجائش پہلے سے موجود ہے، اوران کے اصول و قواعد بھی فقہاء نے طے کر دیئے ہیں، جہاں تک علماء میں فقہی بصیرت واعتماد اوراصل مآخذ تک رسائی کی صلاحیت پیدا کرنے کی بات ہے تو اس

---

34 - الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ (الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها)ج ١ ص 26المؤلف: أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق - كلّيَّة الشَّريعةالناشر: دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة: الرَّابعة المنقَّحة المعدَّلة بالنِّسبة لما سبقها (وهي الطبعة الثانية عشرة لما تقدمها من طبعات مصورة)عدد الأجزاء: ١٠

کے لئے فقہ مذہبی کا قدیم اور سلف کا آزمودہ طریقہ کافی ہے، اس لئے میری ناقص رائے میں اس طریق کار کی حوصلہ افزائی مفید نہیں ہوگی، واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منوروا شریف بہار

۱۴/ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰/ نومبر ۲۰۲۱ء